163057-اپنی طلاق شدہ بیوی کو اس شرط پر واپس لانا کہ وہ اپنے حق وطئ اور بیت سے دستبردار ہوجائے

سوال

میرے اور میری بیوی کے مابین بہت بڑی مشکل اور اختلاف پیدا ہوا جو بالآخر طلاق پر منتج ہوا یہ پہلی طلاق تھی ہماری ایک برس اور چار ماہ کی بیٹی بھی ہے، اس وقت بیوی حاملہ ہے معاملہ بیوی سے نفرت تک جا پہنچا ہے اس لیے اب بیوی سے رجوع کرنا بہت مشکل محسوس ہوتا ہے.

لیکن مجھے اپنی اولاد کے مستقبل کا خطرہ لگا رہتا ہے تو کیا میرے لیے یہ جائز ہے کہ میں اپنی بیوی کو یہ پیشکش کروں کہ ایک شرط پر میں رجوع کرونگا کہ تمہیں نان و نفقہ کے علاوہ کچھ نہیں دونگا، تا کہ ہم اپنی اولاد کی تربیت کر سکیں، اور یہ بھی ممکن ہے کہ میں اور دوسری شادی کر لوں.

اگر وہ اس پر متفق ہوجائے تو کیا اس اتفاق پر بیوی سے رجوع کرنے کے لیے دو گواہ بنانا ضروری ہونگے ؟

پسندیدہ جواب

اول :

خاوند کو حق حاصل ہے کہ وہ اپنی بیوی سے اس شرط پر صلح کر لے کہ
بیوی اپنی باری اور حق بیت یا پھر نان و نفقہ یا کوئی دوسرا حق چھوڑ کر اس سے
دستبردار ہوجائے، یعنی اسے خاوند اپنے نکاح میں ہی رکھے اور اسے طلاق مت دے.

کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے :

**.{اور اگر کسی عورت کو اپنے خاوند کی بد دماغی اور بے پرواہی کا
خوف ہو تو دونوں آپس میں جو صلح کر لیں اس میں کسی پر کوئی گناہ نہیں، اور صلح بہت
بہتر چیز ہے، طمع ولالچ ہر ہر نفس میں شامل کر دی گئی ہے، اگر تم اچھا سلوک کرو
اور پرہیزگاری کرو تو تم جو کچھ کر رہے ہو اس پر اللہ تعالی پوری طرح خبردار ہے**
}.النساء(128).

ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما بیان کرتے ہیں کہ :

ام المؤمنین سودہ رضی اللہ تعالی عنہما کو خدشہ ہوا کہ رسول کریم
صلی اللہ علیہ وسلم انہیں طلاق دے دیں گے، تو انہوں نے عرض کیا :

اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم مجھے آپ طلاق مت دیں اور
اپنے نکاح میں ہی رکھیں، اور میری باری کا دن آپ عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کو دے
دیں، تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا.

چنانچہ یہ آیت نازل ہوئی :

**.{ دونوں آپس میں جو صلح کرلیں اس میں کسی پر کوئی گناہ نہیں،
اور صلح بہت بہتر چیز ہے }.**

اس لیے جس پر دونوں خاوند اور بیوی صلح کریں وہ جائز ہے "

سنن ترمذی حدیث نمبر (3040) علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح
ترمذی میں اسے صحیح قرار دیا ہے.

عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا نے اس آیت کی تفسیر یہی کی ہے :

امام بخاری اور مسلم نے عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت کیا
ہے وہ بیان کرتی ہیں کہ یہ آیت کریمہ اس طرح کی حالت کے بارہ میں ہی نازل ہوئی ہے :

ان کا بیان ہے :

اور اگر عورت کو اپنے خاوند کی بددماغی اور بے پرواہی کا خوف ہو.

یہ وہ عورت ہے جو اسے طلاق دینا چاہتا ہو اور اسے چھوڑ کر کسی
دوسری عورت سے شادی کرنا چاہے تو یہ عورت اسے کہے : تم مجھے رکھو اور طلاق مت دو،
اور میرے علاوہ کسی اور عورت سے بھی شادی کرلو، تم نہ تو مجھے نان و نفقہ دو اور
نہ ہی میری باری تقسیم کرو.

تو اللہ تعالی کا یہی فرمان ہے :

ان دونوں پر صلح کرنے میں کوئی گناہ نہیں، اور صلح کرنا بہتر ہے

.

صحیح بخاری حدیث نمبر (4910) صحیح مسلم حدیث نمبر (3021).

ابن کثیر رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"جب عورت کو اپنے خاوند سے خدشہ ہو کہ وہ اس سے بھاگ رہا ہے یا
پھر اسے طلاق دے گا تو عورت کو حق حاصل ہے کہ وہ اپنا سارا یا کچھ حق ختم کر دے یعنی
نان و نفقہ یا لباس یا بیت وغیرہ حقوق میں سے کسی حق سے دستبردار ہو جائے، اور
خاوند کو اسے قبول کرتے ہوئے اسے اپنے نکاح میں رکھنا چاہیے، اس میں عورت پر کوئی گناہ
نہیں کہ وہ اپنا حق خاوند کو دے دے، اور نہ ہی خاوند پر کوئی اسے قبول کرنے میں
کوئی گناہ ہوگا.

اسی لیے اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے :

.{دونوں آپس میں جو صلح کر لیں اس میں کسی پر کوئی گناہ نہیں}.

اور اس کے بعد پھر اللہ سبحانہ و تعالی نے فرمایا :

.{اور صلح بہت بہتر چیز ہے}.

یعنی علیحدگی اور طلاق سے صلح بہتر ہے" انتہی

دیکھیں : تفسیر ابن کثیر (426/2).

یہ صلح زوجیت کی حالت میں ہونی چاہیے، رہا یہ مسئلہ کہ بیوی کو
طلاق دے کر بعد میں اس سے اس شرط پر رجوع کرنا کہ اگر دوسری شادی کر لی تو تم اپنا
حق بیت چھوڑ دو گی.

مذاہب اربعہ کے جمہور علماء کرام کے ہاں اس طرح رجوع کرنا صحیح
نہیں ہوگا کہ اسے شرط پر معلق کر کے رجوع کیا جائے.

لیکن بعض اہل علم کہتے ہیں کہ اگر شرط پیش کرنے میں خاوند کو
کوئی صحیح غرض اور مقصد ہو تو پھر مشروط رجوع کرنا صحیح ہوگا.

مزید تفصیل کے لیے دیکھیں : تبیین الحقائق (132/4) اور حاشیۃ
الدسوقی (420/2) اور مغنی المحتاج (5/5) اور المغنی ابن قدامۃ (405/7)
اور الموسوعۃ الفقھیۃ (108/22) اور الشرح الممتع (190/13).

اس بنا پر احتیاط یہی ہے کہ آپ بغیر کسی شرط پر بیوی سے رجوع
کریں، اور پھر بعد میں اسے طلاق یا اپنے حق بیت اور وطئ کی دستبرداری میں اختیار

دے دیں.

دوم :

جمہور علماء کرام کے ہاں رجوع کرنے میں گواہ بنانا مستحب ہے واجب نہیں.

مزید آپ الموسوعۃ الفقھیۃ (113/22) کا مطالعہ کریں.

اس مسئلہ میں نظریہ کے اعتبار سے مندرجہ بالا فیصلہ ہے لیکن عملی طور پر ہم آپ سے یہی کہیں گے کہ آپ دونوں صلح کرنے کی کوشش کریں، اور اتحاد و اتفاق کے ساتھ اکٹھے رہیں اور حتی الامکان ایک دوسرے سے درگزر کرنے کی کوشش کریں، تا کہ بغیر اختلافات و مشکلات کے ایک نئی زندگی شروع کر سکیں.

پھر اگر عورت چھوٹی عمر کی ہو تو اس کے لیے بیت اور وطئ کے حق سے دستبردار ہونے کی شرط رکھنا صحیح نہیں ہوگا کیونکہ اسے تو عفت و عصمت درکار ہے اور اس کے لیے اس کا حق بیت اور وطئ ضروری ادا کرنا چاہیے، کیونکہ یہ ایسا جوش والا معاملہ ہے جس کا کوئی انسان انکار نہیں کر سکتا.

ایک نوجوان عورت کے لیے اس طرح کی شرط بہت مشکل ہوگی، اور ہو سکتا ہے اس کا انجام بھی اچھا نہ ہو، اور اس کا سبب بھی خود خاوند بن جائے.

اس لیے ہماری تو آپ کو یہی نصیحت ہے کہ آپ اس سلسلہ میں اپنی بیوی کے سے بڑے تحمل مزاج کے ساتھ بات چیت کریں، اور اختلافات کو بھلا کر ختم کریں تا کہ آپ کے مابین محبت و مودت اور الفت قائم ہو اور آپ کی ازدواجی زندگی بہتر طریقہ سے بسر ہو سکے.

اللہ سبحانہ و تعالی سے ہماری دعا ہے کہ وہ آپ دونوں کو خیر و بھلائی پر جمع فرمائے.

واللہ اعلم.